

اردو پڑھنا سکھانا

تحریر: پروفیسر نسreen زہرا
نظر ثانی: ڈاکٹر عطش درانی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
88	تعارف	
88	مقاصد	
89	پڑھنا سکھانے کا عمل	1-
89	1.1 درسی اہمیت	
90	1.2 پڑھنے کا عمل	
90	1.3 طریق تدریس	
92	1.4 پڑھنے کی عادات	
93	1.5 اہم نکات	
94	خود آزمائی نمبر 1	
96	مخصوص مہارتیں	2-
96	2.1 ذخیرہ الفاظ	
99	2.2 تفہیم اور استحسان	
99	2.3 تلفظ اور ادائیگی	
100	2.4 مقاصد تدریس	
102	2.5 اہم نکات	
104	خود آزمائی نمبر 2	
105	جوابات	3-
106	کتابیات	4-

تعارف

سننے بولنے کے بعد تدریس اردو کی دوسری بنیادی مہارت پڑھنا سکھانا ہے۔ اسے تدریس مطالعہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت میں لکھے ہوئے کہ پڑھنے کی مہارت اولیت حاصل کرتی ہے۔ کیونکہ اس مہارت میں سننا، بولنا، تحریری و تقریری انشاء سب شامل ہیں۔ چنانچہ اس یونٹ میں پڑھنا سکھانے کے بنیادی امور پر توجہ دی گئی ہے جو سننا بولنا سکھانے کو بھی تقویت دے گا اور لکھنا سکھانے کے لیے بھی ہر اول کا کام انجام دے گا۔ اس یونٹ میں ایسے ہی طریق تدریس کی وضاحت کی گئی ہے جو جامع انداز میں تعلیمی مقاصد کو پورا کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ چند ذیلی مہارتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو پڑھنے کی مہارت کے لیے بنیاد کا کام فراہم کرتی ہیں۔

مقاصد

- اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے:
- 1- زبان خاص طور پر اردو زبان کی بنیادی مہارتوں سے واقفیت کے بعد پڑھنا سکھانے کے عمل کو موثر بنائیں۔
 - 2- پڑھنے کی تدریس کے بنیادی طریقوں سے آگاہی کے بعد بروئے کار لائیں۔
 - 3- ان طریقوں پر عمل درآمد کے ذریعے تدریسی مہارت حاصل کر سکیں اور علمی سرگرمیوں کا درست انتخاب کر سکیں۔
 - 4- پڑھنا سکھانے کے مقاصد کا جائزہ لے سکیں۔

1۔ پڑھنا سکھانے کا عمل

”پڑھنے“ سے عام طور پر تین مفہوم مراد لیے جاتے ہیں۔

- (i) کسی تحریر کو دیکھ کر دل ہی دل میں دہراتا۔
- (ii) کسی تحریر کو دیکھ کر دہراتا اور بول کر اسے ادا کرتا۔
- (iii) کسی عبارت کو یاد کر کے دہراتا (خواہ آہستہ یا بلند آواز میں)

ان میں سے پہلے مفہوم کو عام طور پر مطالعہ کا نام دیا جاتا ہے۔ دوسرے مفہوم میں بولنا شامل ہے جب کہ تیسرے مفہوم کو قرأت کہا جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے مفہوم کو بھی عربی میں قرأت کا نام ہی دیا جاتا ہے لیکن عام طور پر پڑھنا سکھانے کے معنی میں یہی دوسرا مفہوم آتا ہے۔ پڑھنا سننے کا قائم مقام ہے۔ جس طرح سن کر انسان دوسروں کے خیالات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ پڑھنے کی مہارت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان ماضی کے تہذیبی، علمی، تاریخی اور ثقافتی ورثوں کا حصہ دار بن جاتا ہے۔ حال کی تحقیقات سے استفادہ کرتا ہے اور دنیا بھر کے حالات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ پڑھنا دراصل حصول علم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ تہذیب کی ابتدا لکھنے پڑھنے سے ہوئی۔ اسی بنا پر تہذیب و تمدن کو تسلسل اور استیصال کا نام حاصل ہے۔

1.1 درسی اہمیت

تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا انحصار لکھنے پڑھنے پر ہے۔ پڑھنا تعلیمی معیار کی بنیاد بھی ہے۔ اس لیے کہ طالب علم زبان کے علاوہ دوسرے علوم و فنون سے استفادے کے لیے بھی اسی مہارت کو استعمال کرتا ہے پڑھنا دراصل ایک بنیادی آلہ ہے جس کی مدد سے تحصیل علم کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ پڑھنے کی مہارت میں جس قدر عبور حاصل کیا جاتا ہے تحصیل علم کی مقدار اور معیار میں اسی قدر اضافہ ہو جاتا ہے۔ طالب علم جب پڑھنے کی مہارت حاصل کر لیتا ہے تو وہ دوسرے علوم کی تحریروں کو آسانی سے پڑھنے لگتا ہے اور بہتر طریقے سے سمجھ لیتا ہے جب کہ ناقص مہارت والا طالب علم الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی خواندگی کا معیار ہی اس کی علمی استعداد کی بنیاد ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح اپنی کوتاہی اور کمی کے باعث پس ماندہ رہ جاتا ہے لہذا یہ کہنا درست ہے کہ تعلیمی معیار کا انحصار پڑھنے کی مہارت پر ہے۔

1.2 پڑھنے کا عمل

کسی تحریر کو پڑھنا محض اسے دہرا دینا نہیں بلکہ اس تحریر میں پوشیدہ مفہوم کو جاننے اور اس کے مطابق اپنے ذہنی رد عمل کے اظہار کا نام ہے۔ بظاہر یہ ایک سادہ سائل ہے مگر دراصل یہ ایک انتہائی پیچیدہ ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی علم ہے۔ اس کے چند اقدام مندرجہ ذیل ہیں۔

- (1) تحریری علامات کو پہچاننا۔
- (2) ملتی جلتی علامات میں تمیز کرنا۔
- (3) ان علامات کی اصوات کو جاننا۔
- (4) مختلف علامات کے باہمی ربط کو سمجھنا۔
- (5) اسی ربط سے اس میں بیان کردہ مفہوم کو سمجھنا۔
- (6) ان علامات کو ان کی مخصوص اصوات میں دہرانا۔
- (7) مفہوم میں موجود معلومات 'احساسات'، 'جزئیات' اور 'اثرات' سے متاثر ہونا۔

پڑھنا محض ایک بصری عمل نہیں۔ تحریر کے نقوش دل و دماغ پر ایک خاص اثر نہ ڈالیں اور رفتہ رفتہ یہ اثرات کسی خاص رد عمل کا باعث بنیں تو پڑھنے کا عمل بے کار ہے۔ پڑھا لکھا شخص کسی تحریر کو دیکھ کر یا پڑھ کر کسی نہ کسی جذبے، تاثر یا احساس کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی خوش ہوتا ہے کبھی غم میں مبتلا رہتا ہے، کبھی رنجیدہ اور کبھی غصے کا اظہار کرتا ہے۔ وہ حیرت یا مایوسی میں مبتلا ہوتا ہے، کبھی ہنس دیتا ہے اور کبھی کسی نتیجے پر پہنچتا ہے۔ کبھی محض معلومات حاصل کرتا ہے اور کبھی محض لطف اندوز ہوتا ہے۔ غرض پڑھنا اسی وقت کامیاب محسوس ہوتا ہے جب اس کے واضح اثرات سامنے آئیں ورنہ علامات کو دیکھ کر چند آوازوں میں اسے دہرا دینے کو پڑھنا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے پڑھنے کی بنیادی درسی اہمیت یہ ہے کہ پڑھنا انسان کے رد عمل یا کردار میں مناسب تبدیلی پیدا کرے۔

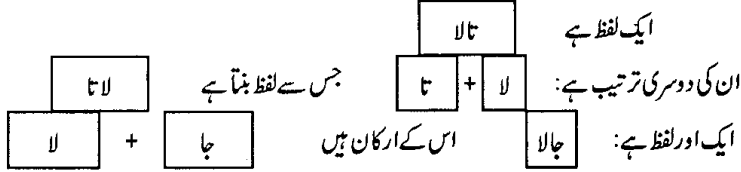
1.3 طریق تدریس

پڑھنا سکھانے کے کئی طریقے ہیں۔ عام طور پر علامات یا حروف کی پہچان کرا کے اور انہیں جوڑ کر لفظ تک پہنچنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ اسے ترکیبی طریقہ کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ تخلیقی ہے جس میں لفظ کے ساتھ مفہوم بتایا جاتا ہے اور اچھی طرح پہچان ہو جانے کے بعد اس کے اجزاء یعنی حروف کی شناخت کرائی جاتی ہے۔ جدید ماہرین

تدریس دوسرے طریقے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک طریقہ بین وگو کا ہے۔ اسے بولنا سکھانے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں دیکھو اور بولو کی ہدایت کی جاتی ہے۔ جانی پہچانی تصویروں کی مدد سے لفظ بولنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ پھر لکھا ہوا لفظ سامنے دکھا کر اس کا تلازم تصویر یعنی مفہوم کے ساتھ قائم کیا جاتا ہے۔ اس طریقے کو ابتدائی طریقہ بھی کہتے ہیں۔

اردو میں ترکیبی یا حروف تہجی کا طریقہ عام طور پر زیادہ مشہور ہے۔ اس طریقے کے مطابق بچے کو پہلے تو حروف کی شناخت کرائی جاتی ہے پھر مختلف حروف صحیح اور حروف علت ملا کر پڑھائے جاتے ہیں پھر مکمل لفظ اور اس کے بعد جملے کی تدریس پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ منطقی ترتیب کے مطابق جز سے کل کی جانب پیش قدمی کا نام ہے۔ اس میں حروف کو جوڑا جاتا ہے اس لیے اسے ترکیبی طریقہ کہتے ہیں۔ منطقی لحاظ سے یہ درست سہی لیکن انتہائی غیر دلچسپ اور غیر نفسیاتی ہے لیکن اردو میں مہارت کے حوالے سے یہ طریقہ کامیاب ہے کیونکہ اس طریقے کی مدد سے بچہ نئے الفاظ بنانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ طریقہ نامعلوم سے معلوم کی طرف اقدام پر مبنی ہے صرف اس وجہ سے نفسیات کے اصولوں کے خلاف قرار پاتا ہے۔ بچہ عام زندگی میں اشیاء کو مکمل صورتوں میں دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ وہ چیزوں کو ان کے اجزاء کی مدد سے جوڑ کر انہیں دیکھتا ہے۔ یعنی پہلے یہ نہیں دیکھتا کہ گاڑی میں پیسے، دروازے، شیشے، چھت، انجن، بتیاں وغیرہ ہیں اور پھر وہ اسے گاڑی کہے بلکہ یہ تمام چیزیں ایک کل کے طور پر اس کے سامنے آ جاتی ہیں۔ ترکیبی یا تہجی طریقے میں بچے کو نامعلوم بے معنی مجرد اور غیر دلچسپ حروف رٹنے ہوتے ہیں۔ ان کا زندگی سے کوئی ربط نہیں ہوتا جب کہ ان حروف سے بننے والے الفاظ بامعنی ہوتے ہیں اور اسی طرح جملے اپنا واضح مفہوم رکھتے ہیں۔

تحلیلی طریقے میں ارکان پر توجہ دی جاتی ہے۔ پہلے بین وگو کے طریقے پر تصویر کے ساتھ ایسے الفاظ دکھائے جاتے ہیں جو مختلف ارکان یا سچے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ پھر انہیں ارکان کو الگ الگ کر کے پیش کیا جاتا ہے پھر ان ارکان کی مدد سے مزید الفاظ بنائے جاتے ہیں بعد ازاں ارکان کے سچے بتائے اور سکھائے جاتے ہیں۔ مثلاً



آ	لا	+	آ	لا	اس کے ارکان ہیں:
را	جا	+	را	جا	ایک اور لفظ کے دو ارکان ہیں
لا آ	آ را لا	،	را جا	را جا آ	= جملے

اگرچہ یہ ایک نفسیاتی طریقہ ہے لیکن اس میں مزید تحلیل کر کے حروف کی شناخت کرنا قدرے مشکل ہے۔ بات پھر وہیں چلی جاتی ہے۔ ارکانی طریقے میں استاد کو کم رفتار کے ساتھ چلنا پڑتا ہے اور پھر تختہ سیاہ کا استعمال بھی مسلسل ہوتا ہے۔

اس کام کے لیے تعلیمی کارڈ بھی استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔ طلبہ مختلف ارکان کو ملا کر الفاظ اور جملے بنا سکتے ہیں۔ البتہ اردو حروف کے کارڈ ملانا اور ان سے الفاظ بنانا انگریزی کے برعکس خاصا مشکل کام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں چھوٹے بڑے حروف نہیں ہوتے بلکہ حروف کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ انہیں بنیادی حروف کے ساتھ حرف کے ملنے کے لیے مختلف شکلیں متعین ہوتی ہیں۔

اس حوالے سے دیکھا جائے تو کتابت کے اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گویا اردو میں ہمیں ترکیبی یا چھٹی طریقے کو ہی اپنانا پڑتا ہے۔ البتہ بعض اوقات لو باخ کے طریقے کے مطابق حروف کی شکلوں جیسی اشیاء کی تصویریں بھی مدد دے سکتی ہیں اور کبھی حروف سے شروع ہونے والی اشیاء کی تصویروں سے بین وگو کے طریقے سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس طریقے میں مزید اختراعات بھی شامل کی جاسکتی ہیں۔

1.4 پڑھنے کی عادات

عام طور پر پڑھنے کی عادات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) الفاظ، مرکبات اور جملوں کی فوری شناخت کرنے، حروف پڑھنے یعنی انہیں پہچاننے، ان کے جوڑ سے الفاظ پڑھنے اور ان کو پہچاننے، الفاظ کے باعث جملوں کو پڑھنے اور ان کو پہچاننے کی عادت کو اپنانے اور بعد ازاں محض دیکھ کر پڑھنا ہی بطور عادت مستحکم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں مطالعے کی رفتار تیز تر ہو جاتی ہے۔

(2) تیز پڑھنے یا روانی کے ساتھ پڑھنے کی عادت کو پختہ کرنا ضروری ہے۔ ٹھہر ٹھہر کر یا رک رک کر پڑھنا کسی نقص کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ نقص تربیت، اعضاء یا نفسیات کا ہو سکتا ہے مشق اور تکرار/ڈرل

اس نقص کو ختم کر سکتی ہے۔

- (3) پڑھ کر سمجھنا یا سمجھتے ہوئے پڑھنا ابھی ایک مفید عادت ہے۔ صرف حروف، بالفاظ یا عبارت کو پڑھنا ہی لازمی نہیں بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان کے معانی / مفہیم کو سمجھتے ہوئے پڑھنا بھی عادت کا حصہ ہونا چاہیے۔ یوں رفتہ رفتہ عبارت فہمی عادت بن جاتی ہے۔
- (4) پڑھنے کے عمل کے دوران درست تلفظ اور ادائیگی کو بطور خاص مد نظر رکھنا چاہیے۔ تلفظ اور لہجہ کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنا بھی عادات کی پختگی کا حصہ ہونا چاہیے۔
- (5) خاموش مگر تیز مطالعہ زیادہ بہتر اثرات مرتب کرتا ہے۔ بول کر پڑھنا ایک ایسی عادت ہے جسے رفتہ رفتہ خاموش قرأت میں تبدیل ہونا چاہیے اور یوں مطالعہ تیز تر ہوتا چلا جاتا چاہیے۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہونٹوں کو بھی حرکت دیے بغیر پڑھے اور محض نگاہوں کو الفاظ پر ڈالتا ہوا تیزی سے آگے بڑھے اور مطلب اخذ کرنے کی کوشش کرے۔
- (6) پڑھنے کے عمل کے دوران سطروں پر انگلی پھیرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ طالب علم پڑھتے ہوئے لفظوں پر انگلی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نظر کو چلاستے ہیں۔ یہ ناقص عادت ہے جس سے چھٹکارا پانا ضروری ہے پختہ عادات میں سطروں پر انگلی پھیرنے سے گریز لازم ہے۔

1.5 اہم نکات

- (1) پڑھنے سے عام طور پر تین طرح کے مفہوم مراد لیے جاتے ہیں۔
- (2) ان میں سے دوسرے مفہوم کو عربی میں قرأت کا نام دیا جاتا ہے۔
- (3) پڑھنا سننے کا قائم مقام ہے۔
- (4) پڑھنا حصول علم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔
- (5) درس و تدریس کا انحصار پڑھنے پر ہے۔
- (6) تعلیمی معیار کا انحصار بھی پڑھنے پر ہے۔
- (7) پڑھنا ایک پیچیدہ ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی عمل ہے۔
- (8) پڑھنا انسان کے رد عمل یا کردار میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔

- (9) حروف کو جوڑ کر کے پڑھنا ترکیبی طریقہ کہلاتا ہے۔
- (10) الفاظ کو ارکان میں تقسیم کر کے پڑھنا تحلیلی طریقہ کہلاتا ہے۔
- (11) دیکھو اور بولو میں تصویر اور الفاظ کا تلازم واقع ہوتا ہے۔
- (12) کتابت کے اصولوں کے مطابق ترکیبی طریقہ ہی موزوں ہے۔
- (13) الفاظ، مرکبات اور جملوں کی فوری شناخت عادت کا حصہ ہونا چاہیے۔
- (14) روانی کے ساتھ پڑھنا بہتر عادت ہے۔
- (15) سمجھتے ہوئے پڑھنا بچے کی عادت بن جانی چاہیے۔
- (16) درست تلفظ اور ادائیگی کے ساتھ پڑھنا عادات کا حصہ ہونا چاہیے۔
- (17) خاموش مگر تیز مطالعہ کی عادت ڈالنا چاہیے۔
- (18) سطروں پر انگلی پھیرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

سرگرمی

اردو کے کم از کم تیس الفاظ کو ان کے ارکان یا بچے میں تقسیم کر کے لکھیں اور استاد کو دکھائیے۔

خود آزمائی نمبر 1

- سوال نمبر 1۔ مندرجہ ذیل میں درست بیان کا انتخاب کریں۔
- (الف) پڑھنا سکھانا کے معنی میں عام طور پر کون سا مفہوم آتا ہے۔
- (i) کسی تحریر کو دیکھ کر دل ہی دل میں دہرانا۔
 - (ii) کسی عبارت کو یاد کر کے دہرانا۔
 - (iii) آہستہ آہستہ بڑبڑانا
 - (iv) کسی تحریر کو دیکھ کر اسے دہراتے ہوئے بول کر ادا کرنا۔
- (ب) کون سا اقدام پڑھنے کے عمل میں شامل نہیں ہوتا؟

- (i) تحریری علامات کو پہچاننا۔ (ii) تصویریں دیکھنا۔ (iii) ملتی جلتی علامات میں تمیز کرنا۔
(iv) علامات کی اصوات کو جاننا
- (ج) پڑھنا سکھانے میں کون سا طریقہ تدریس زیادہ استعمال ہوتا ہے؟
(i) تحلیلی طریقہ۔ (ii) بین وگو کا طریقہ۔ (iii) تصویری طریقہ۔ (iv) ترکیبی طریقہ۔
(د) ارکانی طریقے کا دوسرا نام کیا ہے؟
(i) تحلیلی طریقہ۔ (ii) نفسیاتی طریقہ۔ (iii) ترکیبی طریقہ۔ (iv) تجربی طریقہ۔
(ر) کون سی عادت پڑھنے کی عادات میں شامل نہیں ہونی چاہیے؟
(i) روانی کے ساتھ پڑھنا۔ (ii) سمجھتے ہوئے پڑھنا۔ (iii) خاموش مگر تیز پڑھنا۔
(iv) سطروں پر انگلی چلا کر پڑھنا۔
- سوال نمبر 2۔ پڑھنے کی عادات پر مختصر نوٹ لکھیں۔
- سوال نمبر 3۔ آپ کے خیال میں پڑھنا پہلے سکھانا چاہیے یا لکھنا؟ اپنے جواب کے حق میں دلائل دیں۔
- سوال نمبر 4۔ مندرجہ ذیل کے مختصر جواب لکھیں۔
- (الف) تہذیب کی ابتدا کس چیز سے ہوئی؟
(ب) کیا چند آوازوں کو دہرا دینا پڑھنا قرار دیا جاسکتا ہے؟
(ج) دیکھو اور بولو کے طریقے کا دوسرا نام کیا ہے؟
(د) ترکیبی طریقے کا دوسرا نام کیا ہے؟
(ر) پڑھنا سکھانے کا کون سا طریقہ نفسیات کے عین مطابق ہے؟
(س) حروف کی شکلوں جیسی اشیاء کی تقریروں کا طریقہ کیا کہلاتا ہے؟

2۔ مخصوص مہارتیں

چڑھنا سکھانے کے عمل میں بعض مخصوص مہارتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان ذیلی مہارتوں پر جس قدر عبور حاصل ہوتا ہے تدریسی معیار اسی قدر بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان میں ذخیرہ الفاظ میں اضافہ اور انہیں استعمال کرنے کی صلاحیت، تفہیم سبق اور مہارت کا استحسان اور تلفظ اور لہجے کی ادائیگی قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

2.1 ذخیرہ الفاظ

حروف آوازوں کے قائم مقام ہیں اور الفاظ تصورات کے کسی طالب علم کے پاس جس قدر ذخیرہ الفاظ ہو گا اس کے علمی تصورات میں اسی قدر وسعت ہوگی۔ ہر لفظ کم از کم ایک تصور کی علامت ضرور ہوتا ہے بولنے، لکھنے، پڑھنے میں انہی تصورات کو بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ الفاظ سیکھنے سے زیادہ سے زیادہ تصورات اور معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ علم میں اضافے سے مطالبے اور بیان کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ بعض ملتی جلتی آوازوں والے اور ملتے جلتے تصورات کے الفاظ کے علاوہ مختلف المعانی یا متضاد الٹ معنی کے الفاظ کی ضرورت بھی درپیش رہتی ہے۔ ایسی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کی ایسی وسعتوں کا احاطہ کیا جائے اور تجنیس، مترادف، متضاد الفاظ پر عبور حاصل کیا جائے۔ اسی طرح قریبی یا متعلقہ تصورات والے الفاظ کا جس قدر ذخیرہ زیادہ ہوگا بیان میں اسی قدر وسعت، شدت اور زور حاصل ہو سکے گا۔ اب آپ الفاظ کی اقسام کے بارے میں مزید پڑھیں گے۔

2.1.1 تجنیسی الفاظ

یہ ایسے الفاظ ہیں جو املا یا آواز/صوت میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن معانی میں مختلف ہوتے ہیں۔ ہم املا الفاظ کی ایک مثال ”عمر (زندگی کی طوالت) اور عمر (دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ فاروق)“ کی ہے۔ ایسی اور کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں زیر کے فرق سے بھی معنی بدل جاتے ہیں جیسے ”دھن (دولت) اور دھن (لگن۔ دھیان)۔“۔ ذیل میں چند ایسے ہم آواز الفاظ لکھے جا رہے ہیں جن کے معنی مختلف ہوتے ہیں۔

”ابد (ہمیشہ)‘ عبد (بندہ)“۔ ”سد (دیوار)‘ صد (سو)“۔ ”قمر (چاند)‘ کمر (پشت)“

2.1.2 مترادف الفاظ

ہم معانی یا قریب المعانی ایسے الفاظ جو بیان میں اکثر اوقات ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں مترادف کہلاتے ہیں۔ کسی طالب علم کے پاس اس کا جس قدر ذخیرہ ہوگا تحریری و تقریری انشاء میں وہ اسی قدر قدرت رکھتا ہوگا۔ مترادف الفاظ کی مثال ”چمن‘ ریگستان‘ باغ‘ گلزار‘ گلشن“ سے پیش کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ”اجالا‘ روشنی‘ نور‘ ضیاء“ یا پھر ”یار‘ دوست‘ ساتھی‘ رفیق“ وغیرہ مترادف الفاظ ہیں۔

2.1.3 متضاد الفاظ

الٹ یا برعکس معانی رکھنے والے الفاظ جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں طالب علم کے ذخیرہ الفاظ میں موجود ہونا ضروری ہیں۔ ان سے بیان میں مطلوب تقابل اور تضاد کی ضرورت پوری ہوتی ہے جیسے ”صبح‘ شام“ ”نیک‘ بد“۔ ”فتح‘ شکست“۔ ”ظالم‘ مظلوم“۔ ”غلط‘ صحیح“ وغیرہ

2.1.4 متلازم الفاظ

معانی میں ایک دوسرے سے متعلق یا قریبی تعلق رکھنے والی اشیاء کے نام اور تصورات رکھنے والے الفاظ کو متلازم الفاظ کہا جاتا ہے۔ تحریر و تقریر میں سب سے زیادہ انہی الفاظ کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ دراصل تمام الفاظ ایک نامیاتی کل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کل کئی گروہوں میں اور ہر گروہ کئی ذیلی گروہوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ذیلی گروہ اپنے اندر بہت سا ذخیرہ رکھتا ہے۔ جیسے روشنی کے ذیلی گروہ میں سے ایک ذیلی گروہ کا نام ”رنگ“ ہے۔ اب ”رنگ“ بھی کئی طرح کے ہیں سفید‘ سیاہ‘ سرخ‘ سبز‘ نیلا‘ پیلا وغیرہ۔ اگر طالب علم کو رنگوں کے موضوع پر بات کرنا ہو تو اس کے پاس تمام رنگوں کے لیے الفاظ کا ذخیرہ موجود ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے ایک سرجن راجٹ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور نامیاتی گروہ بندی کر کے انگریزی میں ایک لغت ”راجٹ تھیسارس“ مرتب کی۔ اردو میں ایسا تھیسارس شائع ہو چکا ہے۔ اس کی مدد سے طلبہ کو گروہی الفاظ کا ذخیرہ بڑھانے میں مدد دی جاسکتی ہے۔ متعلقہ الفاظ کی ایک مثال لفظ ”درزی“ کی ہے جس کے ساتھ سلاخی‘ شین‘ کپڑا‘ دھاگا‘ بٹن‘ قمیض‘ کرتا‘ شلوار‘ کوٹ‘ پتلون.....“ اور نہ جانے کن کن الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے جو درزی کے کام سے منسلک ہوتے ہیں۔ درزی کا

تصور آتے ہی ان متعلقہ اشیا کا تصور پیدا ہوتا ہے اس قسم کی لسانی سرگرمیوں کی تشکیل کی جاسکتی ہے جو طلبہ کو متلازم الفاظ سیکھنے اور ان کا ذخیرہ بڑھانے میں مدد دے دیں تاکہ وہ پڑھنے، لکھنے میں ان سے حسب ضرورت مدد لے سکیں۔

سیکھنے یا تعلم کے لحاظ سے بھی الفاظ کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں بنیادی، ثانوی اور اجنبی الفاظ کی ایک تقسیم قابل توجہ ہے۔ دراصل تعلم ایک شجری طریقے سے واقع ہوتا ہے۔ شاخ در شاخ اس کے ساتھ دوسرے تصورات/الفاظ لٹکتے جاتے ہیں اور علم کسی شجر کی صورت میں ذہن میں آ موجود ہوتا ہے۔ کوئی اجنبی لفظ جب سامنے آتا ہے تو ذہن اسے کسی بنیادی یا ثانوی لفظ کے ساتھ وابستہ کر کے اسے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر بنیادی لفظ مل جائے تو ’اجنبی لفظ کا مفہوم فوراً سمجھ میں آ جاتا ہے۔ ثانوی لفظ کی صورت میں ذرا دیر لگتی ہے اور بعض اوقات یہ دیر لاعلمی کی صورت میں وارد ہو جاتی ہے۔ بنیادی الفاظ کی ایک مثال گھوڑے کے تصور یا تصویر اور اردو کے لفظ ”گھوڑا“ سے دی جاسکتی ہے۔ کسی تصور کے بارے میں سب سے پہلا لفظ جو ذہن پر نقش ہو جاتا ہے اسے بنیادی لفظ کہتے ہیں۔ بعد میں ثانوی اور دوسرے درجے آتے ہیں۔ مثلاً اگر ”گھوڑا“ بنیادی لفظ ہے تو ”دوڑنا“ گھوڑے کے ساتھ ثانوی طور پر متعلق ہو گا یا پھر گھوڑے کے لیے ”اسپ“ فرس“ جسے مترادفات یا پھر گھوڑے کی قسمیں ”عربی“ ”مضی“ ”نازی“ وغیرہ ثانوی ہوں گے۔ اب اگر کوئی ایسا لفظ سامنے آئے جو طالب علم نے پہلے نہ سنا ہو جیسے ”دکلی“ جس کا تعلق چال یا گھوڑے کی دوڑ سے ہے تو طالب علم کا ذہن اسے اپنے ذخیرہ الفاظ کے احاطے میں ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اسے بتا دیا جائے کہ اس کا تعلق گھوڑے سے ہے تو اس سے متعلقہ شجرہ الفاظ میں موجود تصورات کھنگالے جائیں گے۔ چنانچہ ”دکلی“ کا اجنبی الفاظ بنیادی یا ثانوی الفاظ کی مدد سے شناخت حاصل کرے گا ورنہ اجنبی لفظ ہی رہے گا۔

پڑھنا سکھانے میں الفاظ کی ایسی اقسام کی تدریس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر درسی کتاب میں ایسا اہتمام نہ کیا گیا ہو تو استاد کو طالب علم کے لیے خود ایسی مشقیں اور سرگرمیاں تیار کرنا چاہئیں جن سے اس کا ذخیرہ الفاظ ان سمتوں میں بڑھ سکے جن کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس ذخیرہ الفاظ کو درجہ بدرجہ بڑھایا جاتا رہنا چاہیے۔ ایک اندازے کے مطابق بچہ جب سکول میں آتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ دو ہزار الفاظ کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے جب وہ پرائمری جماعت پاس کر لیتا ہے تو کم از کم پانچ سو الفاظ سالانہ کے حساب سے اس کا ذخیرہ الفاظ بڑھ کر پانچ ہزار الفاظ تک پہنچ جاتا چاہیے۔ بل تک ان میں تین چار ہزار الفاظ کا اضافہ ہوتا ہے۔ ثانوی سطح پر ان کی تعداد بارہ پندرہ ہزار الفاظ ہو جانی چاہیے۔

2.2 تفہیم اور استحسان

زبان کے سبق کو سمجھنا ہی کافی نہیں ہوتا اس میں موجود زور بیان، احساسات، تاثرات اور جذبات کو جاننا اور ان کے لیے استعمال کیے گئے الفاظ کی موزونیت کا ادراک کرنا بھی لازم ہوتا ہے۔ اس سارے عمل کو تفہیم اور استحسان کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ بغیر سمجھے سبق رٹ لینے سے محض عبارت پڑھنے کا کام تو ہو سکتا ہے لیکن طالب علم کی آئندہ زندگی کے لیے یہ تعلم بے سود ہے۔ الفاظ یا زبان کی ضرورت حصول علم کے لیے ایک آلے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر آلہ صرف دستیاب ہو اور حسب ضرورت اسے استعمال کرنے کا گزند آتا ہو تو اس کا حصول بے کار ہوتا ہے۔ چنانچہ الفاظ اور عبارت پڑھنے کے لیے اس کی تفہیم اور استحسان کے مرحلوں سے بھی گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے استاد کو مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

- (1) پڑھے ہوئے سبق کا خلاصہ سنا جائے۔
- (2) سبق پر مختلف سوالات کئے جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سبق کا فہم حاصل ہو گیا یا نہیں۔
- (3) سبق کے بعض حصوں پر تبصرہ کیا جائے۔
- (4) منتخب لفظوں کو موزوں جملوں میں استعمال کرایا جائے۔
- (5) خالی جگہوں کو موزوں لفظوں سے پرکرایا جائے۔
- (6) متضاد یا الٹ معنی کے الفاظ کی مشق کرائی جائے۔
- (7) مترادف یا ہم معنی الفاظ کی مشق کرائی جائے۔
- (8) ہم املا یا ہم آواز الفاظ کے معنی سمجھائے جائیں اور یاد کرائے جائیں۔
- (9) ایک جیسے گروہ سے متعلق الفاظ کی سرگرمیاں کرائی جائیں۔
- (10) سبق کو سادہ مکالموں یا تمثیل کی صورت میں ادا کرایا جائے۔
- (11) اضافی مطالعے کا شوق پیدا کرنے کے لیے اسی موضوع پر اخباروں، رسالوں کو پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔

2.3 تلفظ اور ادائیگی

حرفوں کو ان کے صحیح انداز میں صحیح مخرج سے ادا کرنے کا نام تلفظ ہے۔ دراصل ہر حرف کسی آواز کی

نمائندگی کرتا ہے۔ اور کوئی بھی آواز اس وقت تک آگے نہیں بڑھتی یا کسی دوسری آواز کے ساتھ نہیں مل سکتی جب تک کہ اس میں کسی کھینچنے والی آواز یا علت کا اضافہ نہ کیا جائے۔ یہ علت ”زیر‘ زیر‘ پیش‘ الف‘ واو‘ یا“ وغیرہ کی صورت میں سامنے آتی ہیں۔ الف‘ و‘ی‘ے‘ تو لکھی ہوئی صورت میں موجود ہوتے ہیں اس لیے ان کی ادائیگی ممکن اور درست ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن زیر‘ زیر‘ پیش‘ کبھی تو الفاظ پر درج ہوتے ہیں اور کبھی درج نہیں ہوتے۔ طالب علم کو اپنی مشق‘ حافظے یا استعمال اور سیاق و سباق کی روشنی میں پہچانا ہوتا ہے کہ اگر متعلقہ حرف حرکت میں ہے تو یہ حرکت کس سمت میں ہے اوپر (زبر)‘ نیچے (زیر) یا سامنے (پیش) خاص طور پر ایسے الفاظ جو عربی زبان سے اردو میں داخل ہوئے ہیں ان کو غلط حرکات یعنی غلط تلفظ سے ادا کرنے سے ان کے معنی بدل جاتے ہیں اور سننے اور سمجھنے میں فرق آ جاتا ہے۔ درسی کتابوں میں عموماً تلفظ کے لیے حرکات یا اعراب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ استاد کو ان اعراب کا علم ہونا چاہیے۔ عام طور پر ان کی ضرورت عربی کے پانچ چھ سو الفاظ میں ہوتی ہے۔ استاد کے لیے اتنے الفاظ جان لینا اور یاد رکھنا کوئی مشکل نہیں۔

اسی طرح عبارت یا جملوں کو پڑھتے ہوئے ان میں بعض ایسی علامات دی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف الفاظ یا جملوں کے درمیان وقفہ یا ٹھہراؤ کس قدر درکار ہے۔ یا ان جملوں کی نوعیت کیا ہے؟ کیا وہ سوالیہ ہیں یا نداءئیہ؟ ان میں استعجاب ظاہر ہوتا ہے یا مکالمہ؟ کسی مقام پر تھوڑی دیر کے لیے رکنا ہے یا پوری طرح سے ٹھہرنا ہے؟ ایک جملہ ختم ہو گیا ہے اس کا کوئی ایک حصہ ختم ہوا ہے؟ آگے تفصیل آ رہی ہے یا مترادفات پیش کیے گئے ہیں۔ ان سب امور یا رموز کے لیے جو علامات دی گئی ہوتی ہیں انہیں رموز اوقاف کہتے ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ نہ صرف خود ان رموز اوقاف پر عبور حاصل کرے بلکہ طلبہ کو بھی ان کا عادی بنائے اور پڑھتے ہوئے ان کی مشق کرائے۔

2.4 مقاصد تدریس

جماعت وار مقاصد کے حوالے سے پڑھنا سکھانے کی ایک تدریج قائم کی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بچہ جب ابتدائی جماعتوں سے فارغ ہو جائے تو وہ عام فہم اور سادہ طریقے سے اردو زبان میں مناسب الفاظ اور رفتار سے بات کر سکے اور دوسروں کو اپنا مافی الضمیر سمجھا سکے۔ چنانچہ پہلی جماعت میں پڑھنا سکھانے کا بنیادی مقصد یہ ہوگا کہ وہ بنیادی الفاظ کی شناخت کر سکے۔ دوسری جماعت میں اس کا تلفظ کسی قدر درست ہو اور اس میں رفتار مطالعہ پیدا ہو۔ تیسری جماعت میں مطالعے کے بعد اپنے الفاظ میں جواب دینا ان مقاصد میں شامل ہو جائے گا۔ چوتھی میں مطالعے کی

بنا پراملا نویسی اور پانچویں میں مطالعے کی بنا پر مضمون نویسی اور عبارت کا مکمل امتحان شامل ہوتا چلا جائے گا۔
ذیل میں جماعت وار مقاصد تدریس کا تعین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

2.4.1 جماعت اول

- (1) بچہ حروف اور الفاظ کی شناخت کر سکے۔
- (2) پڑھے ہوئے الفاظ کا مطلب سمجھ سکے۔
- (3) بلند آواز اور خاموشی کے ساتھ پڑھ سکے۔
- (4) تصویری کہانی پڑھ کر لطف اٹھا سکے۔
- (5) مختصر اور سادہ نظم پڑھ سکے اور اس کے آہنگ سے محظوظ ہو۔
- (6) چھوٹے چھوٹے جملوں میں کوئی عبارت پڑھ سکے۔

2.4.2 جماعت دوم

- (1) درسی کتاب کے علاوہ مشابہ الفاظ پڑھ سکے۔
- (2) تحریری مواد پر تادیر توجہ قائم رکھ سکے۔
- (3) عبارت پڑھنے کے بعد سوالات کے جواب دینے کی کوشش کرے۔
- (4) پڑھنے کی صحیح عادات اختیار کرے۔
- (5) کہانی یا نظم سے محظوظ ہو سکے۔
- (6) الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرے۔
- (7) چھوٹی چھوٹی باتصویر کہانیاں اور لطیفے پڑھ سکے۔

2.4.3 جماعت سوم

- (1) چار حرفی اور پانچ حرفی الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کر سکے۔
- (2) عبارت کے بارے میں سوالات کا جواب دے سکے۔
- (3) مناسب لہجہ اور روانی اختیار کر سکے۔

- (4) اخبارات کی سرخیاں پڑھ سکے۔
- (5) آزاد مطالعے میں دلچسپی لے۔
- (6) خط نسخ اور نستعلیق میں پہچان کر سکے۔

2.4.4 جماعت چہارم

- (1) طویل عبارات پڑھ سکے۔
- (2) تیز رفتار مطالعہ کر سکے۔
- (3) عبارت پڑھ کر صحیح الما نوہی کر سکے۔
- (4) بچوں کے رسائل اور کتابوں وغیرہ کا مطالعہ کر سکے۔
- (5) اپنی پسند کی نظمیں اور اشعار پڑھ سکے۔

2.4.5 جماعت پنجم

- (1) صحیح اور پختہ عادات مطالعہ پیدا ہوں۔
- (2) بڑی کتابیں پڑھ کر لطف اندوز ہو سکے۔
- (3) مطالعے کی بنا پر مضمون نویسی کر سکے۔
- (4) تلفظ، ادائیگی، رموز و اوقاف کا خیال رکھ سکے۔
- (5) نظم میں لے آہنگ اور وزن کا خیال رکھ سکے۔

2.5 اہم نکات

- 1- پڑھنا سکھانے میں ذخیرہ الفاظ، تفہیم، استہسان، تلفظ اور لہجے کی ادائیگی جیسی ذیلی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 2- زیادہ سے زیادہ الفاظ سیکھنے سے بیان پر زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔
- 3- ایک جیسی الما، ایک جیسی آواز لیکن مختلف معانی رکھنے والے الفاظ جیسی کہلاتے ہیں۔
- 4- ایک جیسے معانی یا قریبی معانی رکھنے والے الفاظ مترادفات کہلاتے ہیں۔

- 5- الٹ یا برعکس معانی رکھنے والے الفاظ متضاد کہلاتے ہیں۔
- 6- ایک دوسرے سے متعلق یا قربت رکھنے والے ایک ہی گروہ کے الفاظ متلازم کہلاتے ہیں۔
- 7- تعلم کے لحاظ سے الفاظ بنیادی، ثانوی اور انجینی ہوتے ہیں۔
- 8- درسی کتب میں اگر ذخیرہ الفاظ کا ایسا اہتمام نہ ہو تو استاد کو سرگرمیاں تیار کرنا چاہئیں۔
- 9- سکول میں آنے سے پہلے بچے کے پاس ڈیڑھ دو ہزار الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔
- 10- سکول میں ہر سال پانچ سو الفاظ کا ذخیرہ بڑھنا چاہیے۔
- 11- زور بیان اور الفاظ کی موزونیت کا ادراک بھی لازم ہوتا ہے۔
- 12- تفہیم اور امتحان کے لیے استاد کو چند تدابیر پر عمل کرنا چاہیے۔
- 13- عموماً عربی کے پانچ سو الفاظ پر اعراب کی ضرورت ہوتی ہے۔
- 14- استاد کو موزاوقاف سے واقف ہونا چاہیے اور بچوں کو اس کی مشق کرانا چاہیے۔
- 15- بچہ پہلی جماعت میں بنیادی الفاظ کی شناخت کر سکے۔
- 16- دوسری جماعت میں اس کا تلفظ کسی قدر درست ہو۔
- 17- تیسری جماعت میں مطالعے کے بعد اپنے الفاظ میں جواب دے سکے۔
- 18- چوتھی جماعت میں مطالعے کے بعد املا نویسی کر سکے۔
- 19- پانچویں جماعت میں مضمون نویسی اور کلی امتحان بنیادی مقصد ہے۔
- 20- ان مقاصد کو تفصیل سے جاننا استاد کے لیے ضروری ہے۔

سرگرمی:

کم سے کم پانچ الفاظ کے مترادفات، متضاد اور متلازم الفاظ بھی درج کریں۔

خود آزمائی نمبر 2

- سوال نمبر 1- مندرجہ ذیل بیانات کے صحیح (ص) یا غلط (غ) ہونے کی نشاندہی کریں۔
- (1) زیادہ الفاظ سیکھنے سے متضاد الفاظ یاد ہو جاتے ہیں۔ صحیح / غلط
 - (2) ہم آواز الفاظ کو یکجہی الفاظ کہتے ہیں۔ صحیح / غلط
 - (3) تمام الفاظ ایک نامیاتی کل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صحیح / غلط
 - (4) بنیادی الفاظ اجنبی الفاظ کی جگہ لے لیتے ہیں۔ صحیح / غلط
 - (5) سکول آنے سے قبل بچے کے پاس ڈیڑھ دو ہزار الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ صحیح / غلط
 - (6) خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پر کرایا جائے۔ صحیح / غلط
 - (7) رموز اوقاف پر عبور حاصل کرنا ضروری نہیں۔ صحیح / غلط
 - (8) دوسری جماعت میں بچے کو املانو لپی کر لینا چاہیے۔ صحیح / غلط
 - (9) پانچویں جماعت میں بچے کو نظمیں لکھنا آنا چاہیے۔ صحیح / غلط
 - (10) زور بیان اور الفاظ کی موزونیت کا ادراک لازم ہوتا ہے۔ صحیح / غلط
- سوال نمبر 2- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔
- (1) کیا تلفظ پر عبور بنیادی مہارت ہے یا ذیلی؟
 - (2) ایک جیسی املار کھنے والے الفاظ کو کیا کہا جاتا ہے؟
 - (3) ایک ہی گروہ کے متعلق الفاظ کو کیا کہا جاتا ہے؟
 - (4) سکول میں آنے سے پہلے بچے کے پاس کتنے الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے؟
 - (5) عموماً عربی کے کتنے الفاظ پر اعراب کی ضرورت ہوتی ہے؟
- سوال نمبر 3- تلفظ حسن ادا کا نام ہے یا رموز اوقاف پر عمل کرنے کا؟ اپنے جواب کی وضاحت کریں۔
- سوال نمبر 4- تفہیم اور استحسان کے لیے استاد کو کن تدابیر پر عمل کرنا چاہیے؟ مختصر نوٹ لکھیں۔

3۔ جوابات

خود آزمائی نمبر 1

سوال نمبر 1:

(الف) 4۔ (ب) 3۔ (ج) 4۔ (د) 1۔ (ر) 4۔

سوال نمبر 2 اور سوال نمبر 3 کے جوابات پونٹ کے متعلقہ حصے میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4۔

الف) لکھنے پڑھنے۔ (ب) نہیں۔ (ج) بین وگو۔ (د) تہجی طریقہ۔ (ر) تخلیلی طریقہ

(س) لو باغ کا طریقہ

خود آزمائی نمبر 2

سوال نمبر 1۔

(1) غ (2) ص (3) ص (4) غ (5) ص (6) ص (7) غ (8) غ (9) غ (10) غ

سوال نمبر 2۔

(1) ذیلی۔ (2) تجنیسی۔ (3) متلازم۔ (4) ڈیڑھ دو ہزار (5) پانچ سو

سوال نمبر 3 اور سوال نمبر 4 کے جوابات پونٹ کے متعلقہ حصے میں ملاحظہ کریں۔

4۔ کتابیات

- 1۔ ڈاکٹر ابو الیث صدیقی، جامع القواعد لاہور، 1971ء
- 2۔ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو لاہور ت۔ ن
- 3۔ حافظ محمود شیرانی، مقالات شیرانی لاہور، 1964ء
- 4۔ ڈاکٹر سلیم اختر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ لاہور، 1980ء
- 5۔ سید عبداللہ، مباحث لاہور، 1965ء
- 6۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، اردو لسانیات، کراچی، 1966ء
- 7۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، مقالہ اردو شمولہ دائرۃ المعارف اسلامی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- 8۔ ڈاکٹر وحید قریشی، اردو ادب شمولہ پاکستانی ادب، مرتبہ ڈاکٹر شکور احسن لاہور، 1981ء